ترکوں پر المناک مصائب کے متعلق انسانیت کا تقاضا

یورپ میں جرمنی اور روس نے جو بدامنی پیدا کر رکھی ہے۔ وہ چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے لئے بالخصوص سخت پریشان کن ہے اور وہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر اور تکلیف اٹھا کر اپنی مدافعت کے انتظامات میں لگی ہوئی ہیں۔ اس وجہ سے آج کل ان کے لئے سخت تنگی اور مشکلات کے دن ہیں پھر ان حکومتوں میں سے ترکی کے لئے خاص طور پر مشکلات ہیں۔ وہ چاروں طرف سے دشمنوں میں گھری ہوئی ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا۔ کہ آئندہ واقعات کیا صورت اختیار کریں۔ ان حالات میں قدرت کے مختلف عناصر نے جس خوفناک رنگ میں ترکی پر یورش کی ہے۔ اس کی حکمت عالم الغیب خدا ہی جانتا ہے پہلے اناطولیہ میں نہایت ہی تباہ کن زلزلہ آیا ہے جو قیامت کا نمونہ تھا۔ پھر آندھیوں طوفانوں اور سیلابوں نے جس بے دردی سے بربادی پھیلائی۔ اس کی تفاصیل قارئین اخبارات کے صفحات پر ملاحظہ کر چکے ہیں۔ حالات بتاتے ہیں۔ اناطولیہ کا زلزلہ ایسا ہے کہ تاریخ عالم میں ایسے تباہ کن حوادث کی مثالیں بہت ہی کم ملتی ہیں۔ ترک قوم ایک چھوٹی سی اور بتیس دانتوں میں زبان کی طرح گھری ہوئی قوم ہے۔ اس کے ڈیڑھ لاکھ افراد کا آناً فاناً موت کے مونہہ میں چلے جانا کوئی معمولی مصیبت نہیں گویا ہر ایک لاکھ میں سے ایک سو انسان فوت ہو چکے ہیں۔ اور جو زندہ ہیں۔ ان کے لئے زندگی وبال جان بن گئی ہے۔ عزیز و اقارب کی موت اور ایسی بھیانک موت ہی کوئی معمولی مصیبت نہیں۔ کہ نہ کھانے کے لئے اناج ہے۔ نہ اس سخت سردی کے موسم میں ستر پوشی کے لئے کپڑا اور نہ سر چھپانے کے لئے کوئی جائے پناہ۔ اور جب یہ حالات ہوں۔ تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کے حواس قائم ہوں گے کیسا عبرت کا مقام ہے۔ کہ جو لوگ کل خوشی و مسرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور لاکھوں روپیوں کے مالک تھے۔ آج نان شبینہ کے محتاج ہو گئے ہیں۔ ان کی جائدادیں تباہ ہو گئیں۔ اموال ضائع ہو گئے۔ مکانات گر گئے۔ گھر قبروں اور شہر قبرستانوں میں تبدیل ہو گئے۔ ہر طرف آہ وزاری سنائی دے رہی ہے ٭

ترکوں جیسی بہادر اور شریف قوم کے اس قدر افراد کا بیٹھے بٹھائے موت کی آغوش میں چلے جانا۔ اور ان کے اموال کا خاک میں مل جانا۔ خصوصاً ایسے وقت جبکہ وہ چاروں طرف سے جنگ کے خطرات میں گھری ہوئی ہے۔ کوئی معمولی نقصان نہیں۔ گزشتہ جنگ عظیم میں ترک کئی سال شریک رہ کر داد شجاعت دیتے اور مختلف محاذوں پر جنگ کرتے رہے۔ لیکن ان تمام معرکہ آرائیوں میں ان کا کل نقصان جان نو ہزار سے تجاوز نہ کر سکا۔ مگر آج کتنی بڑی مصیبت ہے۔ کہ اب آن کی آن میں کئی گنا زیادہ جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ لوگ رات کو آرام کے ساتھ سوئے۔ مگر صبح کو اٹھنا نصیب نہ ہوا۔ اگر ڈیڑھ لاکھ بہادر اور شجاع ترک میدان جنگ میں کام آتے۔ تو یہ قربانی ان کی قوم کو زندہ جاوید کر دیتی۔ اور دنیا میں انقلاب عظیم پیدا ہو جاتا۔ مگر اب جبکہ اس مصیبت میں اور اس قدر کثیر اتلاف جان اور اموال کی صورت میں اس سے سوائے رونے دھونے کے کچھ حاصل نہیں۔ یہ غریب قوم ہر انسان کی ہمدردی کی مستحق ہے۔ ہر وہ انسان جس کے پہلو میں دل ہے۔ ترکوں کے ان مصائب پر آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہندوستان میں بہت لوگ ہیں جو بہار اور کوئٹہ کے تباہ کن زلزلوں کے ستم رسیدہ ہیں۔ یا جن کو ان سے پیدا شدہ مصائب کا کسی نہ کسی رنگ میں مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا ہے اس وجہ سے ان کے لئے یہ محسوس کرنا بہت آسان ہے۔ کہ ترک قوم اس وقت کس مصیبت کا شکار ہے۔ اور اس وقت انسانیت کے رشتہ کے لحاظ سے ہم پر کیا فرض عائد ہوتا ہے۔

ترک ایک بہادر اور ممتاز قوم ہے۔ اس کی مصیبت میں ہمدردی کرنا ہر مذہب و ملت کے لوگوں کا کام ہے اور بلحاظ ہم مذہب ہونے کے مسلمانوں پر ان کی ہمدردی کا فرض سب سے زیادہ عائد ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے ہر موقعہ پر اپنے ترک بھائیوں کی نہایت فیاضانہ امداد کی۔ اب بھی توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے ترک بھائیوں کی جو اس وقت خوفناک مصائب کا شکار ہیں۔ ہر ممکن امداد کریں گے۔ اور جبکہ قریباً تمام دنیا میں ان کے ساتھ غیر معمولی ہمدردی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور ہر رنگ میں ان کی امداد کے سامان فراہم کئے جا رہے ہیں۔ ہندوستانیوں اور بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنا فرض پوری مستعدی کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔ اور ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے اور دست تعاون دراز کرنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیئے ٭

مدینۃ المسیح

قادیان ۸ جنوری سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے آٹھ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ خدا کے فضل سے حضور کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ البتہ نزلہ کی شکائت باقی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال۔ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب اور جناب مولوی عبد المغنی خان صاحب پٹھان کوٹ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

خان محمد احمد خان صاحب ابن حضرت نواب محمد علی خان صاحب ابھی تک علیل ہیں دعائے صحت کی جائے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے ترکی کے مصیبت زدگان کے متعلق ہمدردی کا تار صدر جمہوریہ ترکی کے نام

قادیان ۸ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور خارجہ نے حسب ذیل تار صدر جمہوریہ ترکی عصمت انونو کے نام انقرہ (ترکی) ارسال کیا ہے:۔

جماعت احمدیہ اور اس کے امام کو زلزلہ کی مصیبت اور آفت پر سخت صدمہ ہوا ہے۔ مہربانی فرما کر عمیق ہمدردی کا پیغام ترک قوم اور بالخصوص مصیبت زدگان تک پہونچا دیں۔

قادیان کے احرار کی تازہ فتنہ انگیزی

قادیان ۸ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء۔ عیدگاہ اور خسرہ نمبر ۳۶۱ کے متعلق مقدمات ابھی زیر سماعت ہیں۔ مگر آج مقامی احرار نے ان دونوں مقامات میں مداخلت کرنے کی کوشش کی چنانچہ عیدگاہ سے مٹی لینے اور خسرہ ۳۶۱ میں چند مصنوعی قبروں پر مٹی ڈالنے اور زمین کی ہیئت بدلنے کے لئے بہت بڑی تعداد میں جمع ہوئے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس اور مجسٹریٹ صاحب علاقہ کو بذریعہ تار اور انچارج صاحب چوکی قادیان کو بروقت نظارت امور عامہ کی طرف سے اطلاع دے دی گئی۔ مگر افسران نے کوئی کارروائی نہ کی۔ اور احرار مٹی اکھیڑتے اور خسرہ نمبر ۳۶۱ میں ڈالتے رہے اگرچہ ہمارے آدمی وہاں موجود تھے۔ مگر انہوں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیتے ہوئے حکام بالا کو اطلاع دینے پر اکتفا کی۔

گذشتہ دنوں جبکہ نظارت امور عامہ کی طرف سے بعض آدمی عیدگاہ میں معمولی گڑھوں کو درست کرنے لگے تھے۔ تو باوجود ہماری ملکیت کے اسے فتنہ کا موجب قرار دیتے ہوئے حکام نے ہمارے آدمیوں کو روک دیا تھا۔ بلکہ چند آدمیوں کا چالان بھی کر دیا تھا۔ دوبارہ نظارت امور عامہ نے گڑھوں کو درست کرنے کا سوال اٹھایا۔ تو حکام پر نقص امن کا خیال غالب آ گیا۔ مگر اس کے برخلاف اب جبکہ احرار کی طرف سے کھلم کھلا بے جا مداخلت کی گئی ہے متعلقہ افسران نے کوئی کارروائی نہیں کی جس کا یہ مطلب ہے کہ حکام خود کسی قسم کا انتظام کرنا نہیں چاہتے۔ ہاں اگر مالکان اپنی ملکیت کی حفاظت کے لئے کوئی اقدام کریں تو نقض امن کا بہانہ بنایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ۳۵ء میں بھی کیا گیا۔

صوبیدار محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی تحریک جدید میں شاندار قربانی

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"میں سمجھتا ہوں اگر ایک مرتے ہوئے باایمان انسان کے کانوں میں بھی یہ تحریک پہونچ جاتی تو اس کی رگوں میں بھی خون دوڑنے لگتا۔ اور وہ سمجھتا کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اور مجھے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا۔" صوبیدار محمد عبداللہ صاحب پنشنر جن کا حال میں انتقال ہوا ہے۔ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا حضور نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا۔ انہوں نے گذشتہ سال دس سال کا چندہ تحریک جدید پیشگی داخل کر دیا تھا۔ مگر داخل کردہ رقم ان کی تیسرے سال سے اضافہ کے ساتھ نہ تھی بلکہ چوتھے سال انہوں نے پہلے سال کے برابر دے کر پانچویں چھٹے ساتویں۔ آٹھویں۔ نویں اور دسویں سال میں اضافہ کر کے پیشگی دیا تھا۔ چنانچہ ان کے چندہ کی رفتار دس سالہ یہ تھی۔ سال اول ۶۰ سال دوم ۵۷ سال سوم ۱۱۵ سال چہارم ۶۰ سال پنجم ۶۱ سال ششم ۶۲ سال ہفتم ۶۳ سال ہشتم ۶۴ سال نہم ۶۵ سال دہم ۶۶۔ جب آپ گذشتہ سال اس حساب سے چندہ داخل کر چکے تو انہوں نے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا۔ کہ میں تیسرے سال کے ۱۱۵ روپے پر اضافہ کر کے ہر سال پہلے سال سے زیادہ کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ہر سال پہلے سال سے اضافہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اس کے لئے ۳۶۶ روپیہ اور ادا کرنا چاہئے جو اس سال میرے پاس نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال ادا کر دوں گا۔ چنانچہ اب جبکہ آپ جلسہ سالانہ پر بلند شہر سے تشریف لائے۔ تو کہا کہ میں کوشش کر رہا ہوں چند دنوں تک ۳۶۶ روپے ادا کر دوں۔ اس وقت کچھ روپیہ کم ہے چنانچہ آپ نے ۲ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء کو ہر سال پر پہلے سال سے اضافہ کے حساب سے ۳۶۶ روپے ادا کر دیئے جزاہ اللہ احسن الجزاء اور اب آپ کا چندہ یوں ہو گیا۔ سال اول ۶۰ روپے سال دوم ۵۷ سال سوم ۱۱۵ سال چہارم ۱۱۶ سال پنجم ۱۱۷ سال ششم ۱۱۸ سال ہفتم ۱۱۹ سال ہشتم ۱۲۰ سال نہم ۱۲۱ سال دہم ۱۲۲۔ یہ حساب ادا کر دینے کے بعد آپ نے مجھے کہا۔ میں اپنے دو بچوں کا بھی دس سال کا پیشگی چندہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ پچاس روپے سوا گیارہ آنے فی بچہ کے حساب سے ایک سو ایک روپیہ ساڑھے چھ آنے دونوں بچوں کی طرف سے ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ اور اس خیال میں تھے۔ کہ یہ رقم بھی چند دنوں میں دے دیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سے ان کو بلاوا آ گیا اور آپ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہونچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے

وہ اصحاب جن کے ذمہ گذشتہ سالوں کا بقایا ہے وہ اپنا بقایا ادا کریں۔ تا ان کا نام پانچ ہزار سپاہیوں کی الہٰی فوج میں لکھا جائے۔ اور ایسے دوستوں کو یہ بھی چاہیئے کہ سال ششم کا وعدہ بھی اپنے امام کے حضور براہ راست پیش فرمائیں۔

چھٹے سال کے وعدوں کی فہرست ابھی تک بہت سی جماعتوں اور افراد کی طرف سے نہیں پہونچی۔ ہر جماعت کے کارکنان اور افراد کو چاہیئے کہ جلد تر فہرست ارسال فرما دیں۔ کیونکہ وعدوں کے لئے آخری تاریخ ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء مقرر ہے۔ اس کے بعد ہندوستان کی کسی جماعت کا وعدہ قبول نہ کیا جائے گا۔ پس بڑی اور چھوٹی جماعتیں توجہ کر کے اپنے وعدوں کی فہرستیں حضور کی خدمت میں براہ راست پیش کر کے ثواب حاصل کریں۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے کلام پر اخبار "زمیندار" کے "کوکلتاش صاحب" کے اعتراضات

اخبار "زمیندار" ۷ - جنوری میں لعنوان "ذکا ہات جناب کوکلتاش خراسانی" سے ایک تنقید حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے کلام معارف التیام پر شائع کی ہے۔ جسے پڑھ کر مجھے افسوس ہے۔ کہ مولانا ظفر علی ایسے بلند پایہ شاعر کے اخبار "زمیندار" کے وقار کو بے دردی سے مجروح کیا گیا ہے:۔

پہلے چار اشعار یہ ہیں:۔

۱- مجھ کو سینے سے لگا لے ہاں لگا لے پھر مجھے
حسرتیں دل کی مٹا دے ہاں مٹا دے آج تو

۲- کب تلک رِستا رہے گا جانِ من ناسورِ دل
زخم پر مرہم لگا دے۔ ہاں لگا دے آج تو

۳- یار میرے پہلو میں آ کر بیٹھ جا۔ پھر بیٹھ جا
یا مری خواہش مٹا دے ہاں مٹا دے آج تو

۴- پھر مری خوش قسمتی سے جمع ہیں ابر و بہار
جام اک بھر کر پلا دے ہاں پلا دے آج تو

ان پر یہ اعتراضات کئے گئے ہیں کہ
(۱) اللہ تعالیٰ کسی انسان کو سینے سے کیونکر لگا سکتا ہے:۔
(۲) خدا بزرگ و برتر کو "جانِ من" کہنا مرزا صاحب ہی کا حصہ ہے۔
(۳) اللہ تعالیٰ کو اپنے پہلو میں بٹھایا جاتا ہے:۔
(۴) یہ عاشقانہ غزل گوئی۔ اور عنوان اللہ تعالیٰ سے خطاب؟ معشوق سے خطاب چاہیئے تھا۔

کوکلتاش صاحب! با ادب عرض ہے کہ چونکہ حسن و احسان کا سرچشمہ اللہ ہی کی ذات بابرکات ہے۔ اس لئے ایک مُسلم عاقبت اندیش کا حقیقی معشوق تو وہی ہو سکتا ہے۔ جو ہمیشہ زندہ رہنے والا اور مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ و جمیلہ ہے یہ فانی حُسن۔ فانی دُنیا تو دل لگانے کی چیز نہیں۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ والّذین آمنوا اشدّ حُبًّا لِلّٰہ۔ ایک مومن کو سب سے بڑھ کر محبت اللہ تعالیٰ ہی سے ہو سکتی ہے۔ اور ہونی چاہیئے۔ اور اس کے حصول کا طریق بھی اس کے فرستادہ برحق ؐ نے فاتبعونی یحببکم اللہ فرمایا۔ یعنی حضرت خاتم النبیین علیہ صلوٰۃ اللہ رب العالمین کی کامل اتباع انسان کے تعلقات اپنے مولا کریم کے ساتھ محبت و محبوب کے بنا دیتی ہے اور یہی حاصل زندگانی ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کو معشوق قرار دیئے جانے پر اعتراض ہے۔ مگر آیتِ قرآنی ایک مومن کا شان ہی یہ بتا رہی ہے۔ کہ وُہ اللہ کو سب سے بڑھ کر اپنا محبوب و معشوق یقین کرتا ہے۔ دوسری آیت میں Love creates love کے مطابق بتایا ہے۔ کہ پھر ایسا انسان اللہ کا محبوب بھی بن جاتا ہے۔ اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے۔ کہ کیا اللہ بھی کسی کا محب یا عاشق ہو سکتا ہے۔ تو یہ اس کی نادانی ہو گی۔ کیونکہ اس ذاتِ اقدس کا اعلان عام ہے۔ کہ اللّٰہ یحبّ المُتّقین۔ اور ایک ایسی قوم کی بشارت دی۔ جو اللہ کو اپنا محبوب و معشوق سمجھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے۔ فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یُحبّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ (۶/۱۲) یہ بھی واضح رہے۔ کہ معشوق کا لفظ میں نے آپ کے نوشتہ کے مطابق اختیار کیا ہے۔ ورنہ محبت اور محبوب اس مفہوم کو بہتر طور پر ادا کرتے ہیں۔ عشق غلبہ محبت ہی کا نام ہے۔ یہ اپنے محل پر ہو۔ تو جُرم نہیں۔ بلکہ اعلےٰ ترین وصف انسانیت ہے۔ خدا تعالیٰ کو ہر مومن مسلم تمام کائنات کا خالق و مالک اور اس کی روح و رواں تسلیم کرتا ہے۔ پس وُہ جان ہی نہیں۔ بلکہ جانِ جان ہے ہر لفظ کو اس کثیف رنگ و بو کی دُنیا پر چسپاں نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اہل اللہ اور صوفیائے کرام کی گفتگو کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کیا آپ "کُشتگانِ خنجر تسلیم را۔ ہر دمے از غیب جانے دیگر است" پر جان دینے والوں کے واقعات بھول گئے۔ اور "جاں بجاناں سپرد" کا محاورہ بھی بھول گئے۔ انسان جس دنیا۔ جس ملک اور جس ماحول میں رہتا ہے۔ اپنے ابیال و عواطف اور جذباتِ قلبی کے اظہار کے لئے وہی زبان اور وہی محاورات استعمال کرتا ہے۔ جو رائج الوقت ہوں۔ پس "سینے سے لگا لے" "پہلو میں بٹھا لو" تو اپنے محاورۂ لسانی کے مطابق اظہارِ محبت کا طریق ہے۔ جو ہزاروں صلحائے عظام و صوفیائے کرام نے برتا۔ قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ مگر جب ہم عاجز بندوں سے خطاب ہوتا ہے۔ تو ہماری ہی زبان میں گفتگو فرماتا ہے۔ اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں یحبّھم و یحببکم اللّٰہ تو آپ سُن چکے۔ اب کیا خدا تعالیٰ کے دل میں بھی اسی طرح کا سوز پیدا ہوتا ہے۔ جو ایک انسان کے دل میں۔ اور میں نے دل کہا۔ کیا خدا کا بھی دل ویسا ہی مضغۂ گوشت ہے۔ اور ید اللّٰہ فوقھم میں کیا اللہ کے بھی ویسے ہی ہاتھ ہیں جیسے ہمارے۔ اور الرحمٰن علی العرش استوٰی میں یہ عرش پر متمکن ہونا کیا معنے رکھتا ہے۔ اور اللّٰہ یستھزئ بھم میں اللہ کا استہزاء کرنا کیا مطلب ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حقیقتوں کے اظہار کے لئے ہماری زبان ہمارے سمجھانے کے لئے اختیار کی گئی۔ وُہ تو خلاق الادعہ ہے اور ہم انسان۔ ایک مومن خدا تعالیٰ سے اپنے عشق و محبت کو ظاہر کرنے کے لئے کونسی زبان لائے۔ احادیث صحیحہ کو مطالعہ فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ کے دوڑ کر آنے کا ذکر ہے۔ یہ ارشادِ باری تعالیٰ موجود ہے۔ کہ اے انسانو! میں بھوکا تھا۔ میں ننگا تھا۔ اب فرمایئے۔ کیا یہ الفاظ اس ذات والا صفات کے شایانِ شان ہیں۔ میں علےٰ سبیل التنزل آپ سے گفتگو کر رہا ہوں۔ سینے لگا کر خوب بھینچنے کا ذکر بھی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ہنسنے کا ذکر بھی جس کا گواہ وُہ شاہد بشر ہے جو ہم سب سے زیادہ اس ذات کی معرفت رکھتا تھا (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) غرض قرآن و حدیث پڑھنے والا کوئی شخص ایسے بے محل اور مہمل اعتراض نہیں کر سکتا۔

کوکلتاش صاحب نے یہ بھی لکھا ہے "مرزا صاحب نے جنت فردوس سے نہ معلوم کونسی جنت مراد لی ہے"۔ "جنت و فردوس ایک ہی چیز ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین آمنوا و عملوا الصّٰلحٰت کانت لھم جنّٰت الفردوس نزلا خالدین فیھا لا یبغون عنھا حولا۔ حضرت مرزا صاحب" کی مراد اسی جنت سے ہے۔ جسے جنت کے مالک نے "جنت الفردوس" فرمایا۔ اب پڑھیئے۔ حضور کا یہ شعر ؎

ساکنانِ جنتِ فردوس بھی ہو جائیں مست
دل میں وُہ خوشبو بسا دے ہاں بسا دے آج تو

دُوسرا شعر یہ ہے ؎

مطرب عشق و محبت گوش بر آواز ہُوں۔
نغمۂ شیریں سُنا دے۔ ہاں سنا دے آج تو۔

پہلے شعر کو دیکھتے ہُوئے خیال گزرا کہ کوکلتاش صاحب نغمۂ شیریں پر اعتراض کریں گے۔ کہ نغمہ میں کھانڈ کس طرح ملائی جاتی ہے۔ مگر انہوں نے تو گستاخی معاف اپنی شعر فہمی کا مظاہرہ کر کے مجھے بھی نادم کر دیا۔ آپ نے لکھا ہے مصرع اول ناقص ہے "ہوں" صیغہ جمع ہے۔ اور مطرب عشق و محبت واحد۔ لہٰذا آپ اصلاح فرماتے ہیں۔ کہ مصرع یوں چاہیئے تھا۔ "مطربانِ عشق و الفت گوش بر آواز ہوں"۔ لاحول ولا قوۃ۔ مطرب سنایا کرتے ہیں یا سُنا کرتے ہیں کہ وُہ گوش بر آواز ہوں جناب کوکلتاش صاحب یہ لفظ "ہوں" نہیں۔ "ہُوں" ہے اور حضور فرما رہے ہیں۔ مطرب عشق و محبت سے کہ میں گوش بر آواز ہُوں۔ یعنی میں سننے کے لئے ہمہ تن گوش۔ تیار۔ منتظر۔ امیدوار ہوں۔ مجھے کوئی نغمۂ دلکش و شیریں سُنا دے۔

تیسرا شعر جس پر اعتراض کیا ہے یہ ہے ؎

دستِ کوتاہ کو تجا۔ اثمار فردوسی کجا
شاخِ طوبیٰ کو ہلا دے ہاں ہلا دے آج تو

اس کے متعلق لکھا ہے (الف) "کسی شاعر کے ہاں ایسا اُلجھا ہُوا خیال ہم نے بہت کم پایا ہے (ب) "دستِ کوتاہ کو اثمار فردوس سے کیا تعلق ہے" "اثمارِ فردوس کی بجائے اثمار اشجار کہا جاتا"!

جناب والا۔ ہر شجر پُر اثمار نہیں ہوتا۔ اور پھلوں کے لئے درخت کا درخت بھی نہیں ہلایا کرتے بلکہ شاخ سے پھل اتارتے ہیں۔ اس لئے اہلِ فن سخن فہم تو اس مصرعہ کی داد دینے پر مجبُور ہیں۔ کہ شاخِ طوبیٰ کو ہلا دے۔ اور پھر دستِ کوتاہ سے اپنی جیب چارگی ظاہر کرتے ہُوئے "ہلا دے" کی التجا کی ہے۔ وُہ باغ کے مالک کے رحم کو جذب کرنے والی ہے۔ حق اثمار کی بجائے اثمار فردوس ہی کہنا بجا تھا۔ کیونکہ ملتجی عام پھلوں اور عام درختوں کے پھلوں کا طلبگار نہیں وُہ فردوس کے پھل چاہتا ہے جن کی حقیقت اہل اللہ ہی جانتے ہیں!

ع قدر این بادہ نہ دانی بخدا تا نہ چشی

یہ وُہ اثمار ہیں۔ جن کی نسبت مالا عین رأت ولا اذن سمعت آیا ہے۔ آپ نے اثمارِ فردوس پر اعتراض کیا ہے۔ پھر خود ہی مان لیا ہے۔ کہ درخت باغ ہی میں ہوتے ہیں۔ تو جب صورتِ حال یہ ہے۔ تو ہاتھ کسی صحرا کی طرف نہیں۔ بلکہ کسی باغ ہی کی طرف بڑھیں گے۔ آگے

مشرقی افریقہ میں اشاعت احمدیت کی تاریخ

اور

جماعت ہائے احمدیہ مشرقی افریقہ کے مختصر حالات

مشرقی افریقہ میں جانے والا سب سے پہلا احمدی

انیسویں صدی کے آخر اور ۱۸۹۶ء کے شروع میں S.S. [illegible] جہاز کے ذریعہ مرحوم و مغفور میاں محمد افضل صاحب ایڈیٹر اخبار البدر سب سے پہلے احمدی تھے۔ جہاں تک میں نے تحقیقات کی ہے۔ جنہوں نے مشرقی افریقہ کے ساحل پر قدم رکھا۔ بعض حالات سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات و اشتہارات و بعض اخبارات سلسلہ جو ان دنوں شائع ہوا کرتے تھے وقتاً فوقتاً اس علاقہ میں پہونچتے رہے۔ مرحوم میاں محمد افضل صاحب جب ممباسہ پہونچے تو ان دنوں کینیا۔ یوگنڈا ریلوے کنسٹرکشن کا کام شروع تھا۔ اور اس تمام کام کا ہیڈ کوارٹر کلنڈنی ممباسہ تھا۔ اور اس سلسلہ میں پنجاب اور ہندوستان کے دیگر صوبہ جات کے بہت سے لوگ مزدور طبقہ دوکاندار، ڈاکٹر اور کلرک وغیرہ بھرتی کر کے یہاں لائے گئے۔ بوجہ غیر ملک میں آنے کے ان دنوں ہندوستانیوں کا آپس میں بہت اچھا سلوک تھا۔ ایک دوسرے سے محبت حسن سلوک اور رشتہ داروں کی طرح رہتے تھے۔ مرحوم میاں محمد افضل صاحب چونکہ نہایت مخلص احمدی تھے۔ انہوں نے ان لوگوں میں تبلیغ احمدیت شروع کر دی۔ اور ان میں سلسلہ کا لٹریچر کتب و اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اشاعت کرتے رہے۔

ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور دوسرے احمدی

اللہ تعالےٰ نے ان کی اس مخلصانہ جد و جہد اور کوشش کو شرف قبولیت بخشا اور ان کے ذریعہ محترم جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم جو استاذی المکرم حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کے برادر حقیقی تھے۔ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب محترم سرکاری طور پر یہاں آئے ہوئے تھے۔ ڈاکٹری پیشہ ہونے اور عوام سے ہمدردی اور محبت سے پیش آنے کی وجہ سے آپ کا اثر و رسوخ اور حلقۂ احباب بہت زیادہ وسیع تھا۔ اور آپ کے پاس بالعموم لوگوں کی آمد و رفت رہتی۔ آپ نے احمدیت سے شیفتگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت و اخلاص میں اس قدر ترقی کی کہ جب تک اور جس دن آپ تبلیغ نہ کر لیتے آپ کو چین نہ آتا۔ اور اس نعمت سے اپنے احباب کو متمتع کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔ زبانی اور بذریعہ لٹریچر تبلیغ کرنے لگے۔ اپنی مجلسوں میں اٹھتے بیٹھتے احباب سے یہی ذکر رہتا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ڈاکٹر صاحب کی اس محنت کو بار آور کیا۔ اور کئی ایک دوست پنجابی و ہندوستانی ان کے ذریعہ سے احمدیت میں داخل ہوئے۔ اور جو خدا کے فضل سے اپنے اخلاص و عقیدت میں قابل رشک مقام پر پہونچے ہوئے ہیں۔ ان میں سے سیٹھ فتح دین صاحب آف جہلم ڈاکٹر سلطان علی صاحب جو آجکل نیروبی میں ہیں۔ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب احمدی بھی تھے۔

نیروبی جب ۱۹۰۱ء میں ریلوے کا ہیڈ کوارٹر بنا۔ تو ڈاکٹر رحمت علی صاحب تبدیل ہو کر نیروبی چلے آئے۔ تو احمدی احباب کو جن میں سے ڈاکٹر سلطان علی صاحب بھی تھے تاکید کی کہ وہ مسجد کی نگرانی کریں۔ یہ مسجد عارضی طور پر چھپروں کی کلنڈنی میں بنائی گئی تھی۔ اور خود نیروبی پہونچ کر تبلیغی سلسلہ کو آپ نے شروع کر دیا۔ ڈیڑھ سال کے قریب آپ نیروبی رہے۔ اور اس عرصہ میں وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی احمدی ہوتا رہا۔ آخر معاہدہ ختم ہونے پر آپ واپس ہندوستان چلے گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ سمالی لینڈ میں تشریف لائے۔ اور آخر یہاں ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان دنوں اور بھی کئی احمدیوں کو بسلسلہ ملازمت سرکاری طور پر مشرقی افریقہ میں آنا پڑا۔ جن میں سے قابل ذکر اصحاب یہ ہیں۔ سید ڈاکٹر غلام غوث صاحب۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحب۔ صوفی نبی بخش صاحب مولوی فخر الدین صاحب حال سیکرٹری امانت تحریک جدید اور ایک اور بزرگ جو ڈاکٹر تھے۔ اور غالباً گوڑ گاؤں کے علاقہ کے رہنے والے تھے۔ جن کا میں اس وقت نام بھول گیا ہوں۔ انہوں نے بھی سلسلہ کی تبلیغ میں حتی الوسع پوری کوشش کی۔ چنانچہ سید سراج الدین صاحب مرحوم جو عرصہ پانچ سال ہوا فوت ہو گئے ہیں۔ اکثر مجھے اپنے حالات علی الخصوص قبول احمدیت کے سنایا کرتے تھے۔ اور ڈاکٹر غلام غوث صاحب کی تبلیغی جد و جہد کا ذکر کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کہ ڈاکٹر صاحب سلسلہ کے اخبارات لائے۔ اور میں ان کا مطالعہ کیا کرتا۔ بھائی نظام الدین صاحب ٹیلر جو حال ہی میں وفات پا گئے ہیں۔ انکی غذا ہی تبلیغ تھی۔ ہر مجلس اور محفل پر چھا جاتے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے قرب کے مقامات سے نوازے آمین۔

میمن قوم میں احمدیت

میمن لوگ جو گجرات۔ کاٹھیاواڑ اور جام نگر وغیرہ علاقوں کے رہنے والے ہیں۔ وہ اکثر یہاں تجارت پیشہ ہیں۔ نیروبی سے دو سو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں [illegible] نام کا ہے۔ یہاں سرکار انگریزی کی چھاؤنی ہے۔ اس جگہ مرحوم ڈاکٹر محمد عبد اللہ خان صاحب بسلسلہ ملازمت تشریف لائے۔ اور چونکہ انہیں بے حد تبلیغی جوش تھا۔ انہوں نے میمن قوم میں تبلیغ شروع کی۔ اور سب سے پہلے قاسم ننگیا نامی شخص اپنے خاندان سمیت احمدیت میں داخل ہو گیا۔ اور ان لوگوں نے اخلاص میں غیر معمولی ترقی کی۔ پھر خدا کے فضل سے چھ گھرانوں پر مشتمل ایک جماعت تیار ہو گئی۔ جن میں سے اکثر خدا کے فضل سے موصی۔ سلسلہ سے اخلاص حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے بے حد عقیدت رکھنے والے ہیں۔ اور کوئی موقعہ قربانی کا ایسا نہیں آتا۔ جس میں یہ لوگ کسی سے پیچھے رہے۔ علی الخصوص سیٹھ عثمان یعقوب اور ان کے بیٹے سیٹھ نور احمد و حاجی ابراہیم و حاجی ایوب بہت مخلص احمدی ہیں۔ نیروبی سے پھر ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب مرحوم کچھ عرصہ بعد ٹبورا ٹانگانیکا کے علاقہ میں جہاں آجکل افریقین احمدیوں کی جماعت خدا کے فضل سے خاکسار کی تبلیغی کوششوں کے نتیجہ میں تیار ہو چکی ہے تشریف لائے اور یہاں بھی ان کی تبلیغی کوششوں کا سلسلہ جاری رہا۔

یوگنڈا میں احمدیت

یوگنڈا میں جو ساحل سمندر سے قریباً ۸ سو میل اندرون علاقہ میں ایک سرسبز خطہ ہے سب سے پہلے دو احمدی ہو کر آئے کہا جاتا ہے۔ کہ وہ جہلم کے رہنے والے تھے اور ہاتھی دانت کی تجارت کرتے تھے۔ بعد ازاں بلجین کونگو کے علاقہ میں چلے گئے۔ اور پھر ان کے حالات کا علم نہیں ہو سکا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بھی سلسلہ کا ذکر کیا ہوگا۔ ان کے بعد ڈاکٹر فضل الدین صاحب خلافت اولیٰ کے آخری سال یا خلافت ثانیہ کے شروع میں یہاں آئے

اور اس وقت ان کا جو اخلاص و محبت سلسلہ سے تھی۔ اس کے پیش نظر لاریب انہوں نے سلسلہ کے لٹریچر کی اس علاقہ میں کافی اشاعت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ انہیں موجودہ ابتلاء سے نجات دے اور سلسلہ سے محبت و اخلاص کی چنگاری کو پھر روشن کر دے۔ اب یوگنڈا میں احمدی ہندوستانیوں کی جماعت جو خدا کے فضل سے نہایت ہی مخلص اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے بیحد محبت و عقیدت رکھنے والی پائی جاتی ہے اس جماعت میں مکرم ڈاکٹر لعل دین احمدؐ صاحب ایک نہایت مخلص اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے حد درجہ شیدائی ہیں۔ جوبلی کی تقریب پر انہوں ایک ہزار روپیہ جوبلی فنڈ میں دیا۔

مکرم ڈاکٹر احمد دین صاحب برادر ڈاکٹر طفضل دین صاحب بھی خدا کے فضل سے تبلیغ احمدیت میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔

ٹانگانیکا میں احمدیت

ٹانگانیکا کا علاقہ جو جنگ عظیم سے قبل جرمن مشرقی افریقہ کے نام سے مشہور تھا۔ احمدیت سے قریب ہی کے زمانہ میں روشناس ہوا ہے۔ ہندوستانی احمدیوں کی ایک مختصر جماعت اس علاقہ کے مختلف مقامات میں پھیلی ہوئی ہے۔ جن میں سے مکرم بابو محمد یوسف صاحب پوسٹ ماسٹر حال یوگنڈا ایک لمبا عرصہ اس علاقہ میں ملازمت کے سلسلہ میں مقیم رہے ہیں۔ اور پہلی مرتبہ ان کی اور بعض دوسرے احمدی نوجوانوں کی کوشش و ہمت سے دارالسلام میں جو دارالسلطنت ہے ٹانگانیکا کی جماعت کو باقاعدہ نظام کے ساتھ قائم کیا گیا۔ مکرم میاں محمد بخش صاحب جو ریلوے ڈرائیور تھے۔ بابو محمد ایوب صاحب۔ بابو محمد جمیل صاحب۔ ڈاکٹر حبیب اللہ خانصاحب۔ ڈاکٹر احمد دین صاحب اور برادرم فضل کریم صاحب کی تبلیغی کوششیں اور جد و جہد قابل ذکر ہے۔ دارالسلام کی جماعت خدا کے فضل سے مالی قربانی اور خدمات سلسلہ میں ہمیشہ خندہ پیشانی سے حصہ لیتی رہی ہے۔ اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ہر تحریک پر پورے اخلاص کے ساتھ ہمیشہ لبیک کہا ہے۔ خاکسار رجب سے اس علاقہ میں تبلیغ کے لئے آیا۔ میرے ساتھ اس جماعت نے بہت ہی تعاون کیا۔ افریقن مبلغ کی سالم تنخواہ ایک عرصہ تک باقاعدہ ماہوار یہ ادا کرتے رہے ہیں۔

ٹبوُرا ٹانگانیکا میں دوسرا مقام ہے۔ جہاں ہندوستانی احمدیوں کی آٹھ دس گھرانوں پر مشتمل جماعت ہے۔ اور سوائے ایک دوست کے سب تجارت پیشہ ہیں۔ اور خدا کے فضل سے بعض نے مالی طور پر اچھی پوزیشن قائم کر لی ہے۔ یہ جماعت اپنے اخلاص و محبت سلسلہ اور تبلیغی کوششوں میں سے کسی سے کم نہیں۔ بلکہ سب سے بڑھی ہوئی ہے۔ اس جماعت کا ذکر میں آئندہ سطور میں افریقن میں تبلیغ کے سلسلہ میں کروں گا۔ انشاءاللہ

یہ ہے مشرقی افریقہ میں اشاعت احمدیت کا پہلا دور۔

نیروبی کی جماعت احمدیہ

اس کے بعد ان جماعتوں میں سے نیروبی کی جماعت بلحاظ تعداد وغیرہ کے مشرقی افریقہ کی تمام جماعتوں سے بڑھ گئی۔ اور خدا کے فضل سے پچاس گھرانوں پر یہ جماعت اِرد گرد کے احباب کو شامل کر کے مشتمل ہے اور مشرقی افریقہ و دیگر علاقہ جات کے احمدیوں کے تعاون سے ایک نہایت شاندار۔ خوبصورت مسجد تیس ہزار سے زائد شلنگ خرچ کر کے تعمیر کی۔ جسے یوروپین اور سیاح شوق سے دیکھنے آتے اور فوٹو لے جاتے ہیں۔ جماعت کے اتحاد و ترقی میں اس مسجد کا بہت دخل ہے۔ یہاں یہ امر بیان کرنا تاریخ اشاعت احمدیت کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس مسجد کی زمین نیروبی میونسپلٹی سے ملک محمد حسین صاحب مرحوم پسر ملک غلام حسین صاحب کی کوشش و جد و جہد سے دستیاب ہوئی۔ جوں جوں اس جماعت نے ترقی کی۔ مالی قربانیوں میں بھی غیر معمولی حصہ لیا۔ مشرقی افریقہ کے احمدیوں کا چندہ تمام غیر ممالک کے احمدیوں کے چندہ سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ گذشتہ پانچ سال میں مشرقی افریقہ کے احمدیوں نے قریباً ایک لاکھ اور پچاس ہزار شلنگ متعدد مرکزی تحریکات اور مقامی طور پر خرچ کیا ہے۔ اور یہ خدا کے فضل سے ایک نہایت ہی شاندار اور قابل رشک اخلاص کا نمونہ ہے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا غیر معمولی مظاہرہ ہے۔

خاکسار
شیخ مبارک احمدؐ انچارج احمدیہ
دارالتبلیغ ٹبورا۔

ریلوے حکام کا شکریہ

میں نہ صرف فرض منصبی کے طور پر بلکہ صدق دل سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ریلوے حکام نے جو انتظامات کئے۔ ان سے ہمارے مہمانوں کو کافی حد تک آرام حاصل رہا۔ قادیان کے ریلوے سٹیشن کے مستقل سٹاف اور ریلیونگ سٹاف نے جس ہمدردی اور فرض شناسی کے جذبہ سے کام کیا ہے۔ میں خلوص دل سے اس کی تعریف کرتا ہوں۔ ریلوے پولیس کا دستہ جو کہ مسٹر اقبال احمد صاحب کے ماتحت کام کرتا تھا۔ اس نے خدمت گذاری میں ایسے جذبہ کا اظہار کیا ہے۔ کہ گویا وہ ہماری جماعت کے والنٹیئرز تھے۔ میں ان کی خدمت کا شکر گذار ہوں۔ ان سب انتظامات کی خوبی۔ اور سٹاف کے اندر خدمت کی روح پھونکنے والے مسٹر صدیقی ایم، ٹی، او تھے۔ جنہوں نے اپنے ٹی، آئی مسٹر فارمر کی معاونت میں ریلوے مسافروں کے ہر کام کو بہ نفس نفیس خود ہر موقع پر (یعنی قادیان و بٹالہ سٹیشنوں پر) حاضر ہو کر سرانجام دیا۔ اور اپنی خوش خلقی اور پوری سرگرمی سے ہر ممکن سہولتیں بہم پہنچائیں۔ اگر سب اعلیٰ و دیگر حکام ان صاحبان کی طرح جذبہ خدمت سے کام کریں۔ تو انگلستان کے ریلوے سٹاف اور ہندوستانی ریلوے سٹاف کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو جائے۔ میں ان ہر دو صاحبان کا جماعت احمدیہ کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سید محمد اسحٰق
افسر جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ قادیان

دیہاتی مدرسین کی بھرتی

احباب جماعت کو یاد ہوگا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سال پانچ مڈل پاس شادی شدہ نوجوانوں کو بطور دیہاتی مدرس منتخب فرمایا تھا۔ اب وہ اپنی آٹھ ماہ کی ٹریننگ سے فارغ ہو چکے ہیں۔ ان کو انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب مختلف دیہات میں لگا دیا جائے گا اب جو دوست اس ضمن میں اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیں۔ وہ بہت جلد درخواستیں انچارج تحریک جدید کے نام مع تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ارسال فرمائیں۔

شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) کم از کم مڈل پاس ضرور ہوں۔ اگر یری مڈل پاس کو ترجیح دی جائے گی۔ (۲) شادی شدہ ہوں (۳) قادیان میں تعلیمی عرصہ کے لئے دس روپے ماہوار پر گزارہ کرنے کے لئے تیار ہوں (۴) اس عرصہ میں ان کی بیویوں کو بھی بعض کام سکھائے جائیں گے۔ اس لئے ان کو بھی قادیان میں رہنا ہوگا۔

انچارج تحریک جدید قادیان

جماعت احمدیہ کے متعلق غیر مبایعین کا آئندہ رویہ

مولوی محمد علی صاحب کے ایک تازہ خطبہ پر نظر

اسا بر غیر مبایعین کو یقین تھا۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اپنی کوششوں کے باعث جماعت احمدیہ پر غالب آجائیں گے۔ اور احمدیوں کی اکثریت ان میں مدغم ہو جائے گی اسی لئے وہ لکھا کرتے تھے کہ خلیفہ دوم کے ساتھ جماعت کا "بمشکل بیسواں حصہ" ہے۔ مگر آج تمام تدابیر، تمام حیلے اور سارے منصوبے استعمال کرنے کے باوجود انہیں نظر آرہا ہے۔ کہ وہ ھموا بما لم ینالوا کے مصداق بن رہے ہیں۔ غیر مبایعین کی ناکامی، اور جماعت احمدیہ کا غلبہ و کامرانی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ چاہیئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اس فعلی شہادت سے غیر مبایعین سبق حاصل کرتے اور جان لیتے کہ خدا کی تائید و نصرت کن کے شامل حال ہے۔ لیکن درحقیقت دلوں میں نور ہدایت اللہ کے فضل سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

جناب مولوی محمد علی صاحب نے گزشتہ دنوں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"آج میں ایک خاص بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اب تک ہم نے حسب مقدور جماعت قادیان کی اصلاح کی کوشش کی۔ اس بارہ میں دلائل سے بھی کام لیا۔ آؤ اب ذرا اس زبردست ہتھیار سے بھی کام لیں۔ جو بے شمار برگزیدہ، اور صالح انسانوں کا آزمودہ ہے اور کبھی خطا نہیں کرتا۔ یعنی ذرا ظاہری اسباب سے ہٹ کر باطنی اسباب کی طرف متوجہ ہوں۔ اور خدا کے آگے گڑگڑا کر اور رو رو کر جماعت قادیان کی اصلاح و ہدایت کے لئے دعائیں کریں تاکہ خدا کا رحم موجزن ہو۔ بے شک پیر پرستی کی زنجیریں بڑی زبردست ہیں ان کا توڑنا آسان نہیں۔ جماعت قادیان انہی زنجیروں میں آج جکڑی ہوئی ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے دلوں میں اس کی اصلاح کا حقیقی درد اور تڑپ پیدا کرلیں تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے ہمارے اخباروں اور کتابوں میں بعض ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جن کو یہ لوگ خواہ مخواہ ذاتی حملے سمجھ لیتے ہیں۔ اس کو چھوڑ کر ہم دعا کے ہتھیار کو سنبھال لیں تو زیادہ اچھا ہے۔" (پیغام صلح ۷ دسمبر ۱۹۳۹ء)

جناب مولوی صاحب کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ

اول۔ غیر مبایعین نے "جماعت قادیان کی اصلاح" کی مقدور بھر کوشش کی اس بارے میں "دلائل سے بھی کام لیا"۔ یعنی دلائل کے علاوہ ہر قسم کے منصوبوں سے بھی کام لیا۔ مگر باایں ہمہ وہ بری طرح ناکام ہوئے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف کے اس بیان سے ان لوگوں کی کذب بیانی ظاہر ہے جو لکھتے رہتے ہیں کہ

"جب سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اختلاف ہوا جماعت میں جو کہ سلسلہ کی غالی جماعت ہے کوئی منتظم اور وسیع تبلیغی کوشش نہیں کی گئی۔" (پیغام ۱۲ دسمبر)

دوم۔ گزشتہ پچیس سال میں مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کو اپنی تدابیر اور ظاہری اسباب پر اس قدر بھروسہ تھا۔ کہ انہوں نے کبھی اس زبردست ہتھیار سے کام لینے کی ضرورت نہیں سمجھی جو "بے شمار برگزیدہ اور صالح انسانوں کا آزمودہ ہے اور کبھی خطا نہیں کرتا"، یعنی اس بارے میں کبھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی ضرورت نہیں سمجھی۔

سوم۔ جناب مولوی صاحب کے نزدیک اب ناکامیوں کے بعد ناکامیوں سے دوچار ہونے کے باعث وقت آن پہنچا ہے۔ کہ وہ جماعت قادیان کی اصلاح کے لئے "ذرا ظاہری اسباب سے ہٹ کر باطنی اسباب کی طرف متوجہ ہوں"، اور رو رو کر دعا کریں۔

چہارم۔ جماعت احمدیہ کو اپنے مقدس امام اور خلیفہ سے جو روحانی تعلق ہے وہ غیر معمولی طور پر نہایت مضبوط ہے۔ اس پاکیزہ رشتہ کو مولوی صاحب "پیر پرستی کی زنجیروں" سے تعبیر کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنی مزعومہ "اصلاح" سے قریباً قریباً مایوس ہیں۔ ہاں فرماتے ہیں کہ "اگر ہم اپنے دلوں میں اس کی اصلاح کا حقیقی درد اور تڑپ پیدا کرلیں تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے"۔ لیکن یہ امر کہ فی الواقع غیر مبایعین کے دلوں میں "حقیقی درد اور تڑپ" پیدا ہو سکتی ہے باور کرنے کے قابل نہیں۔

پنجم۔ اس اقتباس سے یہ بھی واضح ہے۔ کہ غیر مبایعین نے آج تک جو کچھ کیا ہے۔ وہ "حقیقی درد اور تڑپ" کا نتیجہ نہ تھا کیونکہ یہ پودا تو ہنوز ان کی کشت دل میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ ان کا سارا کاروبار آج تک ظاہرداری یا بطور تکمیل دکھاوا تھا یہی وجہ ہے کہ اس کا ثمرہ بھی صفر ہے۔ یقین جانئے کہ اگر غیر مبایعین کے یہی لیل و نہار رہے تو ان میں حقیقی درد اور تڑپ کا پیدا ہونا معلوم۔

ششم۔ مولوی صاحب کو اس "خاص بات" کے ضمن میں اس امر کا بھی اعتراف کرنا پڑا کہ غیر مبایعین "اخباروں اور کتابوں" میں ایسی باتیں نکل جاتی ہیں جنہیں جماعت احمدیہ خواہ مخواہ ذاتی حملے سمجھ لیتی ہے۔ افسوس کہ مولوی صاحب نے اس جگہ بالکل انصاف سے کام نہیں لیا۔ مجھے مولوی صاحب کی یہ عبارت پڑھ کر اس شخص کا لطیفہ یاد آگیا۔ جس کے متعلق بعض احباب نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تھی۔ کہ وہ درشت کلامی کرتے ہیں جب حضور نے اس شخص سے دریافت کیا۔ تو وہ بے ساختہ طور پر چند سخت الفاظ بول کر کہنے لگے کہ ایسا کون شخص آپ کے پاس میری شکایت کرنے آیا تھا۔ اسی طرح مولوی محمد علی صاحب جن کا حال یہ ہے کہ ان میں سے ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر اور جماعت احمدیہ کے لاکھوں افراد کے محبوب ترین پیشوا کو "یزید" لکھتا ہے۔ جب اس کی مولوی محمد علی صاحب سے شکایت ہوتی ہے تو نہایت سادگی سے فرما دیتے ہیں کہ یزید کہنا تو گالی نہیں وہ تو ایک بادشاہ تھا۔ سچ پوچھو مولوی صاحب کی جب اپنی یہ ذہنیت ہے تو وہ ان ناقابل بیان اور جگر دوز گالیوں کو "خواہ مخواہ ذاتی حملے" قرار نہ دیں تو کیا کریں۔ بہر حال اتنی خوشی ہے کہ مولوی صاحب کو کچھ احساس تو ہوا ہے۔

ہفتم۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیں چاہیئے کہ اس خواہ مخواہ کے ذاتی حملوں کے طریق کو چھوڑ کر دعا کے ہتھیار کو سنبھال لیں اور یہ زیادہ اچھا ہے۔

میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر غیر مبایعین دعا کی طرف توجہ کریں۔ تو وہ ہمارے بہت قریب آسکتے ہیں۔ اب جو مصیبت ہے وہ تو یہ ہے کہ کچھ ان میں سے اپنے "ترجمہ" پر حد سے زیادہ فخر کرتے ہیں اور کچھ استہزاء اور تمسخر کو اپنا شیوہ بنا رہے ہیں۔ اللہ کی طرف انابت سے وہ دونوں محروم ہیں۔ دعاؤں سے ان میں خاکساری اور رجوع الی اللہ پیدا ہوگا۔ اور امید ہے کہ اس طریق سے ان میں سے بہتوں پر حق ظاہر ہو جائے گا۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین

ہاں یہ امر قابل غور ہے۔ کہ کیا غیر مبایعین مولوی صاحب کی اس نصیحت کے مطابق پچھلے "ذاتی حملوں" کے طریق کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوں گے۔ گزشتہ تجربہ تو یہ بتاتا ہے۔ کہ اس قسم کے وعظ کا ردعمل یہ ہوا کرتا ہے۔ کہ غیر مبایعین کی درشتی کا سیلاب اور بھی تندی سے رواں ہو جایا کرتا ہے خدا کرے کہ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی اس مرتبہ ہی جادۂ حق پر گامزن ہوں آمین

خاکسار:۔ ابو العطاء جالندھری

ایک گمشدہ بیگ کی تلاش

۳۱ دسمبر کو قادیان سے واپسی پر بمبئی ایکسپریس میں جو امرتسر سے ۵-۱۰ بجے چلتی ہے ہمارا ایک ہینڈ بیگ گم ہو گیا ہے اس کے اندر کچھ کپڑے ایک کتاب شان اسلام کی روداد دریاں اور کچھ ضروری کاغذات تھے۔ اگر کوئی بھائی وہ بیگ مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچا دیں تو اس کا خرچ میں ادا کر دوں گا۔ خاکسار:۔ عنایت اللہ پسر منشی محمد بخش صاحب اسسٹنٹ سٹور کیپر گورنمنٹ کیٹل فارم حصار

الفضل کا جوبلی نمبر منگائیے

الفضل کا خلافت جوبلی نمبر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے پچیس سالہ دور خلافت کا ایک نہایت ایمان افروز مرقع ہے۔ حجم ۱۱۲ صفحے ۳۱ فوٹو بلاک کی تصاویر۔ قیمت صرف ۸/ الفضل کے خریدار بننے پر مفت ارسال کیا جاتا ہے۔

"مینیجر"

زمینوں کی قیمت میں رعایت کی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء کو ختم ہو جائیگی

جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے۔ اس سال جلسہ خلافت جوبلی کی تقریب پر زمینوں کی قیمت میں خاص رعایت کی گئی تھی۔ جو بعض صورتوں میں تیرہ چودہ فی صدی کے قریب پہنچتی تھی۔ اور کسی صورت میں دس فیصدی سے کم نہ تھی۔ اس رعایت سے بہت سے دوستوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن چونکہ ابھی تک محلہ دار الرحمت اور دار الیسر اور دار البرکات میں بعض قطعات خالی ہیں۔ اس لئے دوستوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ رعایت ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء تک جاری رہے گی۔ جس کے بعد اصل قیمت بحال کر دی جائے گی۔ پس جو دوست اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں وہ بہت جلد خاکسار کو مطلع فرمائیں تاکہ ان کے لئے کوئی مناسب قطعہ ریزرو کر دیا جائے۔ مگر یہ بات واضح رہنی چاہئیے۔ کہ یہ رعایت صرف ان دوستوں کو دی جائے گی۔ جو ساری قیمت ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء تک نقد ادا کر دیں گے۔ موٹے طور پر شرح قیمت حسب ذیل ہے۔

(۱) دار الرحمت بر لب سڑک کلاں رعایتی شرح فی مرلہ ۱۷/۸/۰ (۲) دار الرحمت اندرون محلہ بیس فٹ کے رستہ پر رعایتی شرح فی مرلہ ۱۳/۸/۰ (۳) دار الیسر بر لب سڑک کلاں فی مرلہ ۱۵/۰/۰ — (۴) دار الیسر اندرون محلہ بیس فٹ کے رستہ پر فی مرلہ ۱۲/۰/۰ — (۵) دار البرکات فی مرلہ ۲۵/۰/۰ — (۶) دار البرکات قطعات برائے دوکانات متصل ریلوے سٹیشن ۲۶/۰/۰

خاکسار۔ مرزا بشیر احمد۔ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۷ جنوری۔ برطانیہ کی وزارت بحری نے بحری حکام کو ہدایت کی ہے کہ امریکہ کا جو ۲۴ ہزار ٹن وزنی جہاز ۳ دسمبر کو نیویارک سے جنیوا کے لئے روانہ ہوا تھا۔ وہ جب جبرالٹر پہنچے۔ تو اس کی تلاشی لی جائے تا معلوم ہو سکے کہ اس پر کوئی قابل اعتراض چیز تو نہیں۔

گزشتہ ہفتہ کل ۶۶۰۰ ٹن کے برطانوی جہاز ڈبو دیئے گئے۔ گزشتہ سولہ ہفتوں سے برطانوی جہازوں کے وزن کے نقصان کی اوسط ۲۵۰۰۰ ٹن ہے نئے جہازوں کی تیاری یا دوسرے ذرائع سے اوسطاً ۲۵۰۰۰ ہزار ٹن کا اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا برطانیہ کا اصل نقصان فی ہفتہ ۵۰۰ ٹن ہے۔

مغربی محاذ پر طلایہ گرد افواج کی سرگرمیاں بڑھ گئی ہیں۔ اور دونو طرف سے توپوں کی گولہ باری شدت اختیار کر گئی ہے۔ کل کئی علاقوں میں اتحادیوں اور جرمن سپاہیوں میں دست بدست جنگ ہوئی جس میں کئی جرمن قید کر لئے گئے۔ برطانوی طیاروں نے ہیلیگولینڈ اور شمالی مغربی جرمنی پر پرواز کی۔ اور بخیریت واپس آ گئے۔

کل بحیرہ شمالی میں دو جہاز غرق ہوئے ایک جرمنی کا ۵ ہزار ٹن کا تھا۔ اور دوسرا استھونیا کا جس پر جنگی طیارہ نے حملہ کیا۔

بمبئی ۷ جنوری۔ مسٹر جناح اور پنڈت نہرو میں فرقہ وارانہ مفاہمت کے بارہ میں جو خط و کتابت ہوئی تھی مسٹر جناح نے اسے شائع کر دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ پنڈت جی نے گفتگو کے انقطاع کے جو وجوہ بیان کئے ہیں۔ وہ غلط ہیں۔ مسٹر جناح نے لکھا ہے کہ پنڈت نہرو نے مجھ پر یہ کمینہ الزام لگایا ہے کہ میں ہندوستان میں برطانوی غلبہ قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ یوم نجات کے متعلق اعلان کے بعد پنڈت جی نے مسٹر جناح کو لکھا تھا۔ کہ ہماری زندگیوں کے منتہائے مقصود اور سیاسیات میں اتنا شدید اختلاف ہے۔ کہ ہماری بات چیت کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔

جبل پور ۷ جنوری۔ بقول ہندو اخبارات بنگال کے وزیر اعظم مسٹر فضل الحق نے یہاں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کانگرسی اور ہندو مہاسبھائی دونو ایک ہیں۔ اور سب برابر ہیں۔ فرق ہے۔ تو صرف اتنا کہ بعض گئے کاٹنے سے پہلے بھونکتے ہیں۔ اور بعض نہیں۔ میری وزارت مستحکم ہے۔ اور اس پر خدا کا سایہ ہے کانگرسی وزارتیں باعث شرم تھیں۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ ختم ہو گئیں۔

لنڈن ۷ جنوری۔ آغاز جنگ سے اس وقت تک ایک لاکھ سے زیادہ لوگ رضاکارانہ طور پر فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں۔ سائنٹیفک نیشنوں میں لگے ہوئے لوگوں کے لئے بھی بھرتی کی راہیں کھولی جا رہی ہیں۔

کراچی ۷ جنوری۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ حیدرآباد نے زیر دفعہ ۱۴۴ حکم دیا ہے کہ کوئی شخص لواری میں مفروضہ حج کے لئے نہ جائے۔ اس سلسلہ میں سب تقاریب ممنوع ہیں۔ یہ حکم ایک ماہ تک نافذ رہے گا۔

پیرس ۷ جنوری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ فرانس اور یونان میں تجارتی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ اس سے دونو ملکوں کی تجارت بڑھ جائے گی۔ اسے جرمنی پر ایک اور ضرب سے تعبیر کیا جا رہا ہے

لنڈن ۷ جنوری۔ رومانیہ کے شاہ کیرول نے آج ایک تقریر کے دوران میں کہا۔ کہ رومانیہ نے بےساربیا کے تحفظ کا پورا پورا عزم کر رکھا ہے رومانوی باشندے کامل طور پر متحد ہیں۔ اس لئے ہماری سرحدات پر حملہ نہیں ہو سکے گا۔ اپنے ملک کی حفاظت کے لئے رومانیہ کا بچہ بچہ اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہے۔

آج ہالینڈ کی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اگر کسی ملک نے ہالینڈ پر حملہ کیا تو اس کا پوری طرح مقابلہ کیا جائے گا جرمنی کے انتباہ کے باوجود ڈنمارک کے اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ ہماری ہمدردی فن لینڈ کے ساتھ ہے۔ اور کسی سے ڈر کر ہم اسے ترک نہیں کر سکتے۔

لاہور ۷ جنوری۔ اخبار عام کے مالک پنڈت گوپی ناتھ صاحب مختصر سی علالت کے بعد دربھنگہ میں جہاں آپ مہاراجہ صاحب کے پاس ایک ممتاز عہدہ پر ملازم تھے۔ فوت ہو گئے۔

پشاور ۷ جنوری۔ صوبہ سرحد کے متعدد سرکردہ وکیلوں نے فوجیوں اور ان کے خاندانوں کے لئے قانونی خدمات مفت پیش کی ہیں۔ تا جنگ میں لڑنے والوں کو اطمینان رہے کہ ان کے خانگی معاملات ٹھیک رہیں گے۔ حکومت نے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ ایسے معاملات جن میں فوجیوں یا ان کے متعلقین کے مفاد پر زد پڑتی ہو۔ ان وکلاء کے نوٹس میں لائے جائیں

کپورتھلہ ۷ جنوری۔ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ نے اعلان کیا ہے کہ میں نے غور و خوض کے بعد اپنی ریاست میں بکرمی سمت کے رواج کا فیصلہ کیا ہے۔ اگرچہ سن عیسوی میں بہت سہولت ہے۔ مگر پبلک کے رجحان اور ان کی پرانی روایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہی مناسب ہے کہ سمت بکرمی کا نفاذ ہی قائم رہنے دیا جائے۔

ماسکو ۷ جنوری۔ لینن گراڈ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ کل محاذ جنگ پر کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا۔ روسی ہوائی جہازوں نے تین فن طیارے تباہ کر دیئے

ہیلسنکی ۷ جنوری۔ دارالسلطنت سے شمال مشرقی جانب ساٹھ میل کے فاصلہ پر نو روسی ہوائی جہازوں کا مقابلہ ایک فن طیارے سے ہوا۔ اور اس اکیلے نے آٹھ روسی طیارے تباہ کر دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دارالسلطنت پر حملہ کا خطرہ نہ رہا اور کاروبار حسب معمول ہوتا رہا ۳۲ سینما دوبارہ کھل گئے۔ آج فن لینڈ میں سرد ترین دن تھا۔ درجہ حرارت گر کر ۵۴ رہ گیا۔

کلکتہ ۷ جنوری۔ حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ایمرجنسی وارکشن میں ہندوستانی نوجوانوں کو بھرتی کیا جائے ڈاکٹر مونجے نے ہندوؤں سے اپیل کی ہے کہ کثیر تعداد میں اپنے آپ کو بھرتی کے لئے پیش کریں۔

لنڈن ۷ جنوری۔ جرمن ہائی کمانڈ نے اعلان کیا ہے کہ مغربی محاذ پر کوئی اہم واقعہ نہیں ہوا۔ ہمارے گشتی ہوائی جہازوں نے فرانس اور انگلستان پر کامیاب پرواز کی۔ بحیرہ بالٹک کے ممالک سے پولوں نے دشمن کے ممالک میں پہنچنے کی کوشش کی۔ مگر ہماری بحری فوج نے انہیں کامیاب نہیں ہونے دیا۔

ایمسٹرڈم ۷ جنوری۔ برطانوی وزیر جنگ اور وزیر اطلاعات کے استعفوں کی خبر نازی حلقوں میں مسرت اور حیرت سے سنی گئی۔ ان کا خیال ہے کہ یہ استعفے برطانوی وزارت میں شدید اختلافات کا ثبوت ہیں

لائل پور ۶ جنوری۔ گندم ۳/۰/۳ تا ۳/۸/۳ نخود ہاڑ ۳/۲/ گھی خالص ۶۴/۶/ بیسن خالص ۱۱/۴/ سے ۵/۰/ شکر ۹/۰/ آٹا عمدہ ۳/۱۲/ ماش ۵/۴/ دیسی روئی گانٹھ ۲۴/۰/ امریکن ۳۰/۸/ کھانڈ ۲½ من کی بوری ۳/۱۲/ گوجرہ میں گھی ۴۲/۸/ کوسی کلاں میں تیل ۱۴/۰/۰ مرچ سرخ باریک ڈنڈی دار ۱۰/۰/ سرسوں خنیبڑھ ۶/۷/

نیویارک ۷ جنوری۔ حکومت میکسیکو نے جرمنی کو تیل اور پٹرول مہیا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جنگ سے پہلے کی دس لاکھ پونڈ کی رقم تا حال جرمنی کے ذمہ ہے۔ اب اس کا مطالبہ ہے کہ قیمت نقد ادا کی جائے۔ نازی ایجنٹوں نے میکسیکو کے تیل کے چشموں کو نقصان پہنچانے اور مزدوروں میں بغاوت و بےچینی پیدا کرنے کی بھی کوشش کی۔ مگر حکومت کو بروقت علم ہو جانے کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے۔

واشنگٹن ۷ جنوری۔ حکومت امریکہ نے برطانیہ کو انتباہ کیا ہے کہ اگر امریکن جہازوں کو برطانوی کنٹرول بندرگاہوں میں لے جانے پر مجبور کیا گیا۔ اور اس صورت میں ان کا مال و جان کا نقصان ہوا تو اس کے لئے وہ ذمہ دار ہوگا

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی